Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۱-۷۶ | سوموار یکم صفر ۱۴۱۲ ھ، ۱۲ ظہور ۱۳۷۰ ہش، ۱۲ اگست ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۷۹

نیک ارادوں کی بجا آوری کے لئے بھی دُعا کرنی چاہیئے

"ہر وہ (صاحب ایمان) جو نیک ارادے باندھتا ہے اور وقتی طور پر خلوص سے باندھتا ہے۔ جانتا ہے کہ وہ تقویٰ کے ساتھ یہ فیصلے کر رہا ہے اس کیلئے بھی نصیحت ہے کہ دُعا سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے ورنہ نیک باتوں کے نیک ارادے جو خلوص کے ساتھ بھی کئے گئے ہوں ضروری نہیں کہ انسان کو ان کے پورا کرنے کی توفیق مل سکے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"استغفار اور توبہ دو چیزیں ہیں۔ ایک وجہ سے استغفار کو توبہ پر تقدم ہے، کیونکہ استغفار مدد اور قوّت ہے جو خدا سے حاصل کی جاتی ہے اور توبہ اپنے قدموں پر کھڑا ہوتا ہے۔ عادۃ اللہ یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے مدد چاہے گا، تو خُدا تعالیٰ ایک قوّت دے دے گا اور پھر اس قوت کے بعد انسان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاوے گا اور نیکیوں کے کرنے کے لئے اُس میں ایک قوت پیدا ہو جاوے گی۔ جس کا نام (اللہ کی طرف رجوع کرنا) ہے۔ اس لئے طبعی طور پر بھی یہی ترتیب ہے۔ غرض اس میں ایک طریق ہے جو سالکوں کے لئے رکھا ہے کہ سالک ہر حالت میں خُدا سے استمداد چاہے۔ سالک جب تک اللہ تعالیٰ سے قوّت نہ پائے گا، کیا کر سکے گا۔ توبہ کی توفیق استغفار کے بعد ملتی ہے، اگر استغفار نہ ہو، تو یقیناً یاد رکھو کہ توبہ کی قوّت مر جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۴۹)

عورتوں کے حقوق کی ادائیگی میں بہتر نمونہ دکھاؤ

اقتباس از خطاب سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

"آج بھی جو عورتیں ملنے آئیں ان میں ایک لڑکی بھی تھی وہ برقعہ میں لپٹی ہوئی آئی اور اس نے بغیر کچھ کہے سسکیاں لے کر رونا شروع کر دیا۔ آخر ملاقات کرانے والی عورتوں نے یہ دیکھ کر کہ وقت ہو گیا ہے اسے اٹھا لیا مگر پھر اس کی سسکیاں دیکھ کر کسی کو رحم آیا اور اس نے پھر اسے میرے پاس لا بٹھایا میں نے کہا بیٹا بتاؤ تو سہی تمہیں کیا تکلیف ہے؟ اس نے یہی تکلیف بتلائی کہ میرے خاوند نے مجھ سے بچے لے لئے ہیں وہ ان کے ساتھ بھی کوئی اچھا سلوک نہیں کرتا اور مجھ سے بھی اس نے جدا کر لئے ہیں اور اب وہ میرے اخراجات وغیرہ کی بالکل پرواہ نہیں کرتا۔

میں نے دیکھا ہے یہ مرض اچھے اچھے مخلصوں میں بھی پایا جاتا ہے کچھ عرصہ تک بڑا عمدہ سلوک ہوتا ہے اور اس کے بعد یک دم کسی دن رو آئی تو حالت بدل جاتی ہے اور بعض دفعہ تو ایسا قلب ماہیت دیکھا ہے کہ رات کو اچھے بھلے تعلقات تھے اور دوسرے دن سنا کہ آپس میں لڑائیاں ہو گئی ہیں۔ پس مردوں پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہے۔ عورتوں کو اس وقت تک ان کے حقوق سے کچھ ہم نے محروم کر رکھا ہے اور کچھ شریعت نے ان کو بعض باتوں میں مجبور کیا ہوا ہے اور بہت سی باتیں ایسی ہیں جن میں رسم و رواج نے ان کو مجبور کیا ہوا ہے۔ شریعت نے ان کو آزادی دی ہے حقوق دیئے ہیں رسم و رواج نے نہیں دیئے۔ غرض وہ اس قسم کی مظلوم ہستی ہے کہ اس مظلوم ہستی کے ساتھ تو رحم کا معاملہ ہونا چاہیئے اور بجائے اس کے کہ ہم اس کے حقوق ادا نہ کریں ہمارا فرض ہے کہ ہم اسے اپنے پاس سے زائد حقوق دیں۔ مگر ہمارے ہاں یہ طریق ہے جو ابھی تک بعض احمدیوں میں بھی جاری ہے کہ وہ اس کے حقوق کو تلف کر دیتے ہیں۔ آئندہ کے لئے یہ امر یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی رضا اور خدا تعالیٰ کی محبت وابستہ ہے عورت سے حسنِ سلوک کے ساتھ اور حسنِ معیشت کے ساتھ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ (تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل کے ساتھ سلوک میں بہتر ہے) تم میں سے خدا کے نزدیک بہتر وہی ہے جس کا اپنے بیوی بچوں سے معاملہ بہتر ہے۔"

(خطاب فرمودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۵۴ء)

قراردادِ تعزیت

مولانا سلطان محمود انور صاحب

سلسلہ کے دیرینہ فدائی اور ہمدرد مکرم چوہدری محمد اشرف صاحب ناصر مربی سلسلہ کی وفات کی اندوہناک خبر ایک صدمہ جانکاہ تھی۔ یہ صدمہ خاندانی سے علاوہ جماعتی بھی ہے۔

آپ ۹، اور ۱۰، جولائی ۹۱ء کی درمیانی شب ۵۹ سال کی عمر میں جاپان کے شہر "شیوہاماہائے" میں پاکستانی وقت کے مطابق ۱۲ بجے بعارضہ دل اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔

آپ کا "سماعیلہ" تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کے زمیندار گھرانے سے تعلق تھا۔ پرائمری کے بعد آپ کے والدِ محترم چوہدری سلطان احمد صاحب نے اپنے بڑے بیٹے جو کہ واقفِ زندگی تھے، کی وفات کے ایک سال بعد ۱۹۴۱ء میں آپ کو وقف کی ریت کو جاری رکھنے کے لئے مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل کروایا۔ ۱۹۴۹ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل پاس کیا اور ۱۹۵۲ء میں جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی اور تادمِ واپسیں اپنے اس عہدِ وقف کو نہ صرف احسن رنگ میں نبھایا بلکہ اپنے والدِ محترم کی دلی تمنا کو ایک بیٹے مکرم انور طاہر صاحب

باقی صـ۷ـ پر

فضلِ عُمر ہسپتال میں چائلڈ سپیشلسٹ کی آمد

"ماہر امراضِ بچگان محترم ڈاکٹر شمیم احمد قاضی صاحب اور محترمہ ڈاکٹر نیتون قاضی صاحبہ مورخہ ۱۵، اور ۱۶، اگست کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مریضوں کا معائنہ کریں گے ضرورت مند احباب سے درخواست ہے کہ وہ ۱۲، اگست تک کسی روز صبح میڈیکل آؤٹ ڈور میں ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر صاحب سے مشورہ کر کے حسبِ ضرورت وقت حاصل کر لیں۔"

(ایڈمنسٹریٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ ـ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ـ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ـ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۲ر ظہور ۱۳۷۰ ہش ۱۲ر اگست ۱۹۹۱ء

احمدیت کا فخر اور امتیاز

احباب جماعت احمدیہ آپس میں پیار و محبت کی جس ڈوری سے بندھے ہیں بلاشبہ وہ ساری دنیا میں بے مثال اور بے نظیر ہے ـ افریقہ ہو یا مشرق بعید یا کینیڈا اور سائبیریا کے سرد ترین خطے جہاں بھی دو اجنبی آپس میں ملتے ہیں اور تعارف کے بعد پتہ چلتا ہے کہ دونوں احمدی ہیں تو یکایک اجنبیت کا پردہ چاک ہو جاتا ہے ـ اس کی جگہ ایک بے ساختہ بے تکلفی اور دوستی لے لیتی ہے ـ یوں محسوس ہوتا ہے کہ دونوں جیسے برسوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہوں ـ باتوں کے ہزاروں موضوعات نکل آتے ہیں ـ پیارے امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تذکرہ ہر ایسی ملاقات کا گویا لازمی حصہ ہے ـ پھر جماعتی خبریں اور معلومات کا تبادلہ ہوتا ہے ـ ایمان افروز واقعات اور گفتگو شروع ہو جاتی ہے ـ جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے افضال و انعامات کا نہ ختم ہونے والا تذکرہ شروع ہو جاتا ہے اور یہ ایسی گفتگو ہے جو کبھی ختم ہونے کا نام نہیں لیتی ـ

یہ بے ساختہ محبت انسانوں کے درمیان کوئی بھی شخص ذاتی کوشش سے پیدا نہیں کر سکتا ـ دنیا بھر میں انسانوں نے جس قدر جماعتیں اور تنظیمیں بنائی ہیں سب پر نظر ڈال کر دیکھ لیجئے کہیں بھی یہ بے ساختہ محبت اور پیار نظر نہ آئے گا ـ ایک دوسرے کے لئے فدا ہو جانے اور قربان ہو جانے کا انداز تو کہیں بھی نہیں مل سکتا ـ پھر جماعت احمدیہ کے افراد میں یہ محبت اور پیار کسطرح پیدا ہوگیا ـ کہ رنگوں، نسلوں کے بندھنوں کو توڑ کر ہزاروں میلوں کے جغرافیائی فاصلوں کو آنِ واحد میں ختم کر کے رکھ دینے والا پیار کہاں سے آیا؟

اس سوال کا جواب مشکل نہیں ہے ـ یہ مثال انسانی تاریخ میں پہلے بھی نظر آتی ہے ـ لیکن ہمیشہ یہ مثال خدائی جماعتوں میں ہی نظر آئے گی ـ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ محبت انسانوں کی پیدا کردہ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے ـ یہ وہ محبت ہے جسکے پیدا کرنے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنے نیک اور صالح بندوں سے کیا ہے اور ہمیشہ ہی اپنے وعدے کو وفا کیا ہے

اس للّٰہی محبت کا نقطۂ معراج وہ جذبہ ہے جسے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے یوں فرمایا ہے کہ، تم آپس میں ایسے ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ سے دو بھائی ـ اس لئے ایک دوسرے کے عیبوں کو ڈھانپیں ـ ایک دوسرے کی خطائیں معاف کریں اور جب اس کے باوجود بھی لڑائی ختم نہ ہو تو ایک احمدی کو چاہیئے کہ وہ آگے بڑھ کر کہے کہ میں اپنا حق چھوڑتا ہوں ـ تاکہ لڑائی ختم ہو ـ خود کو بے قصور سمجھتے ہوئے بھی دوسرے کے پاس جائے اور کہے کہ مجھے قصوروار سمجھتے ہوئے معاف کر دو ـ میں تمہیں سچا سمجھتے ہوئے لڑائی ختم کرتا ہوں ـ کیونکہ دو احمدیوں کے درمیان لڑائی بہت ہی افسوسناک ہے ـ یہ تو احمدیت کا طرۂ امتیاز ہے ـ یہ تو احمدیت کا فخر اور اعزاز ہے اس کو برباد نہ ہونے دیں ـــ!!

ہر آرزو میں تیری رضا ہو مرے خدا
تو میرے ہر عمل کی جزاء ہو مرے خدا
صرف اپنے گھر کی بات سے بنتی نہیں ہے بات
سارے جہاں کو امن عطا ہو مرے خدا

ـــــــ ابوالاقبال

○

مضطر جی اک کام کرو نا
صبح کو رو رو شام کرو نا

اپنے خط کو آپ ہی پڑھ کر
اپنی نیند حرام کرو نا

دل کو بھی سمجھاؤ نا ـ اس سے
تفہیم و افہام کرو نا

دوست نہیں ـ دشمن بن جاؤ
اتنا تو اکرام کرو نا

میرا نام چرانے والو
واپس میرا نام کرو نا

مجھ کو تو کافر ٹھہرایا
خود ترکِ اسلام کرو نا

لفظ اپنا منصب پہچانیں
لفظوں کو الہام کرو نا

عیب شناسو! عیب فروشو
تم بھی کبھی آرام کرو نا

شہر پناہ کو ڈھانے والو
ملبہ بھی نیلام کرو نا

ہم مجبوروں کا بھی مضطر
ذکر برائے نام کرو نا

چوہدری محمد علی

○

اپنی تعریف کے وقت خدا کی طرف دھیان لے جائیں

”جب خدا کی ذات کے تعلق میں اپنی ذات کا سوچا جائے اور اپنی تعریف ہوتے دیکھ کر خدا کی طرف دھیان نہ جائے تو یہ خطرناک بات ہے جس سے جماعت کو بچنا چاہیئے ـ خصوصاً عبادت کے وقت ـ یہ ایک اچھی ذہنی اور روحانی ورزش ہے کہ انسان جب (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے) کا عاشقانہ نعرہ بلند کرتا ہے تو تلاش کرکر کے اپنی حمد سے اپنے وجود کو خالی کر دے“

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جس بارش کو عذاب کے طور پر نازل کیا گیا تھا۔ وہ ظاہری بارش بھی تھی۔ جو جنگ بدر کے وقت ہوئی۔ اور ریت اور کنکروں کی بارش بھی تھی۔ جو اس وقت آئی جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ سے دعا کرنے کے بعد کنکروں کی ایک مٹھی اٹھا کر دشمن کی طرف پھینکی۔ آپ کا یہ کنکر پھینکنا گویا آسمانی طاقتوں کو ایک اشارہ تھا۔ ادھر آپ نے کنکروں کی مٹھی پھینکی اور ادھر ایک تیز آندھی مسلمانوں کی پشت کی طرف سے چل پڑی اور اس کے ساتھ ریت اور کنکروں کا ایک طوفان اٹھا جس نے کفار کی آنکھوں کو اندھا کر دیا اور اس کے ساتھ ہی انکے تیر بھی ہوا کی مخالفت کی وجہ سے مسلمانوں تک پہنچنے سے رک گئے۔ اور میدان کے درمیان میں ہی بے کار اور بے ضرر ہو کر گرنے لگے اور اس طرح کفار مکہ پر وہ عذاب آگیا جو قوم لوطؑ کی مشابہت میں ان پر آنا ضروری تھا۔ اور جس کے لیئے ابوجہل نے بھی یہ دعا کی تھی کہ اے خدا اگر اسلام ایک سچا مذہب ہے اور ہم غلط راستہ پر جا رہے ہیں تو تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔ یا ہمیں کوئی اور دردناک عذاب دے۔ اللہ تعالےٰ نے اس دعا کے نتیجہ میں آسمان سے ان پر پتھر بھی برسائے اور پھر انہیں اس عذاب الیم میں بھی مبتلا کیا کہ ان کے چنیدہ افسر اس جنگ میں ہلاک ہو گئے۔ ان کی عزتیں خاک میں مل گئیں۔ ان کی وجاہتوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت دنیا پر آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر ہو گئی۔

پرانے زمانہ میں تمام بڑے بڑے بادشاہوں کا یہ دستور تھا کہ وہ خاص خاص مقاموں پر لڑنے کے لئے اور اپنے باڈی گارڈز کے طور پر اعلیٰ قبیلوں کے آدمیوں کو بھرتی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ جرمن کے بادشاہ ولیم نے بھی ایسا دستہ بھرتی کیا ہوا تھا۔ اور نپولین نے بھی ایسا دستہ بھرتی کیا ہوا تھا۔ اور ہندوستان کے بادشاہ اکبر نے بھی بارہہ کے سیدوں میں سے ایسا دستہ بھرتی کیا ہوا تھا۔ چنانچہ جب اکبر نے چتوڑ کے قلعہ پر حملہ کیا اور وہ قلعہ جلد فتح نہ ہو سکا تو اکبر نے ان رجمنٹوں کو جو بارہہ کے سیدوں میں سے بھرتی ہوئی تھیں حکم دیا کہ وہ چتوڑ پر حملہ کریں اور وہ اس وقت تک کٹ کٹ کر مرتے چلے گئے جب تک کہ چتوڑ کے قلعہ کی دیواروں میں رخنہ پیدا نہ ہو گیا۔ چنگیز خان نے بھی ایک خاص قبیلہ میں سے اپنی حفاظت کا دستہ بھرتی کیا تھا۔ جسکو بڑی عزت دی جاتی تھی۔ اور اس دستہ کے افسروں کو بادشاہ کے دربار میں خاص مقام پر بٹھایا جاتا تھا۔ نپولین کے محافظ دستہ کا ایک عجیب واقعہ مشہور ہے کہ جب واٹرلو کے میدان میں نپولین کی فوج کو شکست ہوئی۔ تو اس کا محافظ دستہ میدان سے نہیں ہلا۔ لارڈ ولنگٹن کی فوج گولے پر گولے برسا رہی تھی۔ اور وہ مرتے چلے جاتے تھے لیکن اپنی جگہ نہیں چھوڑتے تھے۔ اس وقت نپولین کی فوج کا ایک جرنیل جو ایک خاص کام پر بھیجا گیا تھا۔ واپس آیا اور آ کر اس نے جنرل کو جو اس خاص دستہ کا افسر تھا جا کر کہا کہ ہمارا گولہ بارود ختم ہو چکا ہے۔ اور دشمن بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ تم یہاں کیوں کھڑے ہو پیچھے ہٹو تاکہ کسی طرح بادشاہ کی جان بچائی جا سکے اور پھر جمع ہو کر دشمن پر حملہ کریں۔ اس پر جنرل نے حیرت سے اسکی طرف دیکھا اور نہایت سادگی سے کہا "مگر میں کیا کروں مجھے نپولین نے پیچھے ہٹنا نہیں سکھایا۔"

فرماتا ہے:

اے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو لوگوں سے کہہ دے کہ ہر قسم کی تعریف کا اللہ تعالیٰ ہی مستحق ہے۔ جس نے ہر زمانہ میں لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے اپنے انبیاء بھیجے۔ کسی زمانہ میں اس نے موسیٰؑ کو لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا کسی زمانہ میں داؤدؑ اور سلیمانؑ کو بھیج دیا۔ کسی زمانہ میں حضرت صالحؑ کو لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا۔ کسی زمانہ میں حضرت لوطؑ کو نبوت کے مقام پر کھڑا کر دیا۔ اور پھر خدا نے اپنے ان برگزیدہ بندوں کو کبھی اپنی نصرت اور تائید سے محروم نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ ان کے لئے سلامتی نازل ہوتی رہی۔ اور ہمیشہ ہی اسکے برگزیدہ بندوں پر سلامتی نازل ہوتی رہتی ہے۔ اب بتاؤ کیا اللہ اچھا ہے جو اپنے بندوں کو بچاتا اور ترقی دیتا رہتا ہے اور جس نے لوگوں کی راہنمائی کے لئے اپنے کلام اور الہام کا سلسلہ جاری کیا۔ یا یہ معبودان باطلہ اچھے ہیں۔ جن کے ماننے والے ہمیشہ تباہ ہوتے ہیں اور جن کی طرف سے کبھی کوئی رسول اس پیغام کے ساتھ کھڑا نہیں ہوا کہ مجھے ہبل نے دنیا کی ہدایت کے لئے بھجوایا ہے۔ یا لات اور مناۃ نے بھجوایا ہے۔ اور میں اپنے مخالفوں پر غالب رہوں گا۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں پر ہمیشہ اس کی طرف سے سلامتی نازل ہوتی رہتی ہے اسلئے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ جب بھی کسی نبی کا نام لیں تو اسکے ساتھ علیہ السلام کے الفاظ ضرور کہا کریں۔ وہ لوگ جو حقیقت سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ ان دعائیہ کلمات کے متعلق سوال کر دیا کرتے ہیں کہ انبیاء کے لئے سلامتی کی خاص طور پر کیوں دعا کی جاتی ہے۔ جبکہ ان کا خدا تعالیٰ کے سایہ رحمت میں ہونا ایک قطعی اور یقینی امر ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ سلامتی تو ان کو بے شک حاصل ہے کہ وہ وفات پا کر اللہ تعالےٰ کے سایہ رحمت میں چلے گئے۔ لیکن ایک اور بات ایسی ہے جسکے لحاظ سے ان کے مرنے کے بعد بھی ہمیشہ سلامتی کی دعا کرتے رہنا ضروری ہوتا ہے اور وہ یہ کہ انبیاء دنیا میں ایک بہت بڑی روحانی جائیداد چھوڑ کر جاتے ہیں دنیوی جائیدادیں تو اگر نااہل ہاتھوں میں چلی جائیں تب بھی ان کی تباہی کا اثر بہت محدود ہوتا ہے۔ لیکن انبیاء جو جائیداد چھوڑ جاتے ہیں اگر اس کو گمراہی کا ذریعہ بنا لیا جائے تو صدیوں تک لوگ گمراہ ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اسلئے ضروری ہوتا ہے کہ ان کے لئے دعاؤں کے سلسلہ کو ہمیشہ جاری رکھا جائے۔ انہوں نے تو وہ جائیداد اس لئے چھوڑی ہوتی ہے کہ لوگ اس سے روشنی اور نور حاصل کریں مگر پیچھے آنے والے روشنی اور نور حاصل کرنے کی بجائے خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو کئی قسم کے گناہ ہیں جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ اور حضرت لوطؑ علیہم السلام کی طرف منسوب کر دئیے۔ لوگ جب ان واقعات کو پڑھتے ہیں تو کمزور طبع لوگ ان سے متاثر ہوتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ جب انبیاء نے اس طرح کر لیا تھا تو ہم کیوں نہ کریں۔

فرماتا ہے۔

تو ان سے کچھ مانگتا تو نہیں کہ ان پر تیری تعلیم کا قبول کرنا گراں گذر رہا ہے۔ اگر تو ان سے اپنی ذات کیلئے کچھ مانگتا تو کوئی بات بھی تھی۔ لیکن تیرا بوجھ تو سارا تیرے رب نے اٹھایا ہوا ہے اور اسی کا بوجھ اٹھانا اور رزق دینا سب سے بہتر چیز ہے پھر کیا یہ اتنا بڑا نشان دیکھنے کے بعد بھی آنکھیں نہیں کھولتے اور تیری صداقت کو تسلیم نہیں کرتے یعنی ان کے راستے میں سب سے بڑی روک یہ ہے کہ یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ شاید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذاتی وجاہت اور برتری کے حصول کے لئے بتوں کو برا بھلا کہہ رہے ہیں حالانکہ اگر وہ اپنی ذاتی برتری کیلئے جدوجہد کر رہے ہوتے تو مکہ والوں سے کبھی تو کچھ مانگتے۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو یہ کیفیت تھی کہ خود مکہ والوں نے آپ کو پیغام بھجوایا کہ اگر آپ کو حکومت اور سرداری کی خواہش ہے۔ تو ہم سب آپ کو اپنا سردار ماننے کیلئے تیار ہیں۔ اگر دولت کی خواہش ہے تو ہم اپنی دولت جمع کر کے آپ کو دینے کیلئے تیار ہیں کہ سارے عرب میں آپ سے بڑھ کر دولتمند نہ ہو اور اگر کسی حسین اور خوبصورت لڑکی سے شادی کرنے کی خواہش ہے تو ہم سب اعلیٰ اور معزز گھرانے کی حسین ترین لڑکی آپ کے عقد کیلئے پیش کرنے کو تیار ہیں اور اس کے بدلے میں ہم آپ سے صرف اس بات کی خواہش کرتے ہیں کہ آپ ہمارے بتوں کو برا بھلا نہ کہیں۔ اسی طرح ایک مرتبہ رؤساء قریش ابو طالب کے پاس آئے اور یہ درخواست کی کہ آپ اپنے بھتیجے کو ہمارے بتوں کو گالیاں دینے سے روک لیں اور جب ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا ذکر کیا اور کہا کہ مجھ پر اور اپنی جان پر رحم کرو اور ظاہر کیا کہ مجھ میں ساری قوم کی مخالفت کی طاقت نہیں ہے تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں بھی لا کر کھڑا کر دیں تب بھی میں اس پیغام کو نہیں چھوڑ

باقی صفحہ ۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

ڈاکٹر مدثر احمد۔ بہاولپور

محترم ملک علی حیدر صاحب آف دوالمیال

میرے دادا جان حضرت ملک علی حیدر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے رفیق تھے۔ آپکی پیدائش ۱۸۹۰ء میں دوالمیال ضلع چکوال میں ہوئی۔ آپ نے باقاعدہ سکول میں تو چند جماعتیں ہی پڑھیں لیکن علم حاصل کرنے کی جستجو ساری زندگی رہی۔ حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب (امام جماعت اول) سے قادیان میں طب پڑھی اور بعد ازاں گاؤں میں حکمت بھی کیا کرتے تھے۔ آپ کا ذریعہ معاش زمینداری تھا آپ اپنے علاقہ میں نہایت ہی زیرک اور سمجھدار آدمی کے طور پر مشہور تھے متقی، عبادت گذار اور محنتی آدمی تھے۔ آپ کو فارغ رہنا بالکل پسند نہ تھا۔ اور آپ نے زندگی کا ایک ایک لمحہ محنت سے کام کر کے گزارا۔ آپ کی محنت کی عادت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ عید کی نماز پڑھنے کے بعد اپنی کھیتی باڑی کا سامان اٹھا کر کھیتوں کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں کسی نے حیرت سے پوچھا کہ ملک صاحب آج تو عید ہے آپ کہاں جا رہے ہیں تو فرمایا کہ اصل عید تو کام کرنے اور محنت کرنے میں ہے۔ سلسلہ سے والہانہ لگاؤ اور عقیدت تھی۔ جماعت کے آئمہ سے انتہائی قریبی تعلق رکھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سے بہت محبت اور قرب کا تعلق تھا۔ مرکز سلسلہ بڑی باقاعدگی سے جاتے اور جماعت کے بزرگوں سے ملتے۔ مرکز سلسلہ سے محبت ہی تھی کہ باوجود نہایت غربت کے اپنے دونوں بیٹوں کو قادیان اور ربوہ پڑھنے کے لئے بھیجا۔ نماز تہجد باقاعدگی سے ادا کرتے۔ قرآن کریم سے عشق تھا۔ رمضان المبارک میں درس کے دوران نوٹس لکھتے رہتے تھے۔ چندے بڑی باقاعدگی سے ادا کرتے۔ جونہی فصل گھر آتی سب سے پہلے چندہ کا حصہ الگ کرتے۔ میری پھوپھی جان کی بینائی اچانک ختم ہو گئی۔ بہت علاج کروایا گیا لیکن فائدہ نہ ہوا۔ حضرت دادا جان نے بہت دعائیں کیں۔ آپ کو خواب میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک دعا لکھی ہوئی دکھائی گئی۔ آپ نے کثرت سے وہ دعا پڑھنی شروع کی اللہ تعالٰے کے فضل سے انکی بینائی لوٹ آئی۔

آپ کے والد آپکے بچپن میں ہی وفات پا گئے۔ بعد ازاں تین بھائی بھی جوانی میں فوت ہو گئے۔ آپ اپنے خاندان میں بالکل اکیلے تھے اور سارا دن اکیلے ہی کھیتوں میں کام کرتے لیکن تربیت اولاد سے بالکل غافل نہ ہوتے۔ گاؤں میں رواج تھا کہ لوگ فارغ اوقات میں ایک تالاب کے کنارے پتھروں پر بیٹھ کر گپ شپ لگاتے تھے لیکن آپ کو وہاں بیٹھنا سخت ناپسند تھا۔ یہی وجہ ہے کہ انکے بیٹے بھی کبھی وہاں جا کر نہیں بیٹھے۔ بہت ہی سادہ زندگی گزارتے تھے اور ہر طرح کی تصنع اور بناوٹ سے نفرت کرتے تھے۔ اولاد کی تربیت اور بہتری کے لئے کثرت سے دعائیں کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالٰے نے ان کی اولاد کو بیشمار فضلوں سے نوازا ہے۔ آپ نے ۱۹۶۶ء میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔ اللہ تعالٰے انکے درجات کو بلند فرمائے اور اپنے قرب میں جگہ دے اور انکی نسل کو بھی ان کی پاکیزہ روایات کو زندہ رکھنے کی توفیق بخشے۔

منذر محمد نذیر گولیکی

محترمہ بی بی حمیدہ بیگم صاحبہ

ہمارے گاؤں گولیکی کی ایک انتہائی مقدس اور فرشتہ سیرت ہستی حمیدہ بیگم المعروف "بی بی حمیدہ بیگم" والدہ محترمہ پیر محمد عالم صاحب اہلیہ پیر شیر عالم BABT حال ہی میں اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

بی بی جی کا گھر ہمارے گاؤں میں ایک دینی اور تربیتی مدرسہ تھا۔ نصف صدی سے زیادہ انہوں نے اپنے گھر میں بچوں اور بڑی عمر کی مستورات کو قرآن مجید پڑھانے کا فریضہ احسن طریقے سے ادا کیا۔ آج بھی ۶۵ سال تک کی عمر کی جو مستورات زندہ ہیں ان سے اگر پوچھا جائے کہ تم نے قرآن مجید کس سے سیکھا تو وہ بی بی جی کا نام ہی لیں گی۔ ہر عمر کی عورت ان سے یسرنا القرآن اور قرآن مجید پڑھتی تھی۔ بی بی جی کا گھر ایک روحانی ماحول کی تربیت گاہ تھا۔ کیونکہ چاروں طرف غریب لوگ رہائش رکھتے تھے۔ ہر ایک کی ضرورت کو پورا کرنے میں ان کو خوشی ہوتی تھی۔ سوائے فوتیدگی وغیرہ کے یا شادی بیاہ کے موقع کے علاوہ گھروں میں بہت کم جایا کرتی تھیں۔ ان کی تمام ضروریات گھر بیٹھے پوری ہو جاتی تھیں۔ سارا دن چھوٹی بچیوں اور مستورات کی رونق ان کے ہاں رہتی تھی۔ پردہ کی اتنی پابند تھیں کہ باوجود گاؤں کی روایات کے مطابق مستورات پردہ نہیں کرتیں لیکن بی بی جی کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے شرم و حیا کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ غریب مستورات کے لئے باورچی خانہ میں ہر قسم کی ضروریات کی چیزیں فالتو رکھتیں۔ کوئی ان کے گھر سے خالی ہاتھ نہ جاتا۔ صبر اور شکر کا پہاڑ ان کو پایا۔ پیر محمد عالم سے چھوٹا ان کا بہت مخلص واقف زندگی بیٹا سلطان عالم عین جوانی میں ۱۹۴۷ء میں قادیان کی حفاظت کرتے ہوئے سکھوں کی گولی سے اللہ کو پیارا ہو گیا۔ ان کی بیوہ اور دو چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو اس طرح شفقت دی کہ ساری عمر ان کی خدمت میں گذار دی۔ اپنا غم اپنے سینہ میں پوشیدہ رکھا اور ان کو اپنے پیارے والد کی غیر حاضری کو محسوس نہیں ہونے دیا۔ بیوہ کو اپنی حقیقی بیٹی سے زیادہ پیار دیا۔ بی بی جی کا چھوٹا بیٹا حمید عالم اپنی والدہ سے دور ایک لمبا عرصہ لندن میں سروس کرنے کے بعد اپنی والدہ کی خدمت کے لئے واپس گولیکی آ گیا اور ماں اور بیٹا جی بھر کر اکٹھے رہے اور بیٹے کی خواہش پوری ہوئی کہ ماں کی خدمت آخری عمر میں کرنے کا موقع مل گیا۔ ماں کی یہ خواہش کہ کم از کم ایک بیٹا تو ان کے پاس واپس آ جائے پوری ہوئی۔ پیر شیر عالم صاحب کی وفات کے بعد اور ان کی سروس کے دوران بھی بی بی جی کی خدمت ان کے پوتے پیر خلیل احمد ابن پیر سلطان عالم نے اس طرح کی کہ حق ادا کر دیا۔ آج گھر گھر میں بی بی جی کا نام لے کر لوگ ان کو یاد کرتے ہیں۔ احمدی گھرانوں میں تو تعلیم اور تربیت کا بفضل تعالیٰ کام دوسروں کی نسبت بہت اچھا ہوتا ہے۔ بی بی جی سے غیر از جماعت گھرانوں نے بھی بہت فائدہ حاصل کیا۔ ان کا وجود نافع الناس تھا۔

جماعت پر بے شمار آندھیاں آئیں۔ حالات خراب ہوئے۔ محبت اور پیار کی جگہ بغض اور تعصب نے لے لی۔ لیکن بی بی جی کو مخالف سے مخالف بھی اچھے لفظوں میں یاد کرتے ہیں۔ کیونکہ جن مستورات نے ان سے قرآن مجید پڑھا ان کی تیسری نسل اب شروع ہو چکی ہے

بی بی جی نے اپنی لمبی زندگی میں کئی صدمات جھیلے۔ غم اور افسوس کی آندھیاں آئیں۔ لیکن اللہ کی رضا پر راضی رہ کر اپنے مولا کو خوش رکھا۔ قادیان میں جوان بیٹے کی وفات پھر جوان داماد کی وفات، پھر بڑھاپے میں ان کے داماد چوہدری بشیر احمد انسپکٹر ریلوے کی ربوہ میں وفات اس کے علاوہ اور بھی قریبی عزیز ان کی زندگی میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ یہ اخلاق اور اخلاص کا پتلا اور بے نفس مجسمہ تمام قسم کے غم و ہم کے دریاؤں کو چیرتا ہوا آخر خود بھی اللہ کو پیارا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

سکتا جس پیغام کا پہنچانا میرے سپرد کیا ہے۔ اس واقعہ سے مکہ والے سمجھ سکتے تھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اپنی ذات کیلئے کوئی مطالبہ نہیں کر رہے بلکہ جو کچھ کہہ رہے ہیں خود ان کی اصلاح اور ترقی کے لئے کہہ رہے ہیں۔ پھر اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان نشان کو بھی دیکھ سکتے تھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلا اور بے یار و مددگار تھا کوئی اس کا ساتھی نہیں تھا کوئی اس کا ہمنوا نہیں تھا۔ کوئی اسے دشمنوں کے حملوں سے بچانے والا نہیں تھا۔ کوئی اسے مالی مدد دینے والا نہیں تھا۔ مگر جونہی خدا تعالیٰ کی آواز اس کی زبان سے بلند ہوئی اس آواز نے لوگوں کے قلوب میں ایک ارتعاش پیدا کرنا شروع کر دیا۔ سعید طبع لوگوں پر ملائکہ کا نزول شروع ہو گیا اور ان کے دلوں میں اسلام کی محبت اور رغبت پیدا ہوئی۔ یہاں تک کہ آپ پر ایمان لانے والے جو پہلے انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے۔ سینکڑوں سے ہزاروں اور پھر ہزاروں سے لاکھوں کی تعداد تک جا پہنچے اور اب اس زمانے میں تو کروڑوں تک پہنچ گئے۔ ہر قسم کی مالی اور جانی قربانیاں کرنیوالے نوجوان آپ کے گرد جمع ہو گئے جہاں دیدہ ور تجربہ کار بڈھے آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ مال دار اور ذی وجاہت خاندانوں کے چشم و چراغ آپ پر اپنی جانیں قربان کرنے لگ گئے۔ عوام جو ملک کی ریڑھ کی ہڈی کہلاتے ہیں وہ آپ کے دائیں اور بائیں پروانوں کی طرح اپنی فدائیت اور جان نثاریت کے مظاہرے کرنے لگے۔ دولت آپ کے قدموں پر نثار ہونے لگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز کی باتیں

محترم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز گذشتہ دنوں الفضل کے دفتر میں تشریف لائے تو ان سے ان کی زندگی کے مختلف واقعات کے متعلق نہایت دلچسپ گفتگو ہوئی ان میں سے چند ایک باتیں یہاں درج کی جاتی ہیں۔

آپ نے کہا خاکسار کا تعلق موضع دھرم کوٹ رندھاوا ضلع گورداسپور کے ککے زئی خاندان سے ہے۔ ہمارے دادا صاحب کے چچیرے بھائی شیخ علی احمد صاحب وکیل کا ذکر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے عدالت میں پیش ہونے والے کسی مقدمہ میں آتا ہے۔ حضرت امام جماعت (الثانی) اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے کے زمانہ میں جب عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں حضور بمع احباب گورداسپور آیا کرتے تھے۔ تو حضور کا قیام شیخ محمد نصیب صاحب وکیل کی کوٹھی پہ ہوا کرتا تھا۔ جو انہوں نے خود احمدی نہ ہونے کے باوجود حضور کے خاندان کے ساتھ پرانے تعلقات کی بناء پر دی تھی۔ شیخ محمد نصیب صاحب شیخ علی احمد صاحب وکیل کے بڑے لڑکے تھے۔ خاکسار کے والد صاحب محترم شیخ محمد حسین صاحب اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ تعالیٰ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے۔ کے رفیق تھے انہوں نے اپنے ماموں شیخ نور احمد صاحب کے ذریعے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہاتھ پر جنوری ۱۹۰۷ء میں بیعت کی تھی آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس روز سعد اللہ لدھیانوی کی وفات کی خبر قادیان پہنچنے پر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا کہ ہمیں کسی کی موت سے خوشی نہیں ہوتی

محترم والد صاحب کے ماموں شیخ نور احمد صاحب ایبٹ آباد میں تھے اور ان کے ذریعے والد صاحب کو احمدیت کی نعمت ملی۔ خاکسار کے والد صاحب محکمہ مال میں قانون گو تھے خاکسار کی عمر اس وقت آٹھ سال تھی جب وہ شکر گڑھ تحصیل سے بٹالہ تبدیل ہو کر آئے خاکسار نے مڈل کا امتحان ۱۹۳۳ء میں اسلامیہ ہائی سکول بٹالہ سے پاس کیا اور ہائی کلاس کے لئے بیرنگ ہائی سکول بٹالہ میں داخل ہوا جہاں سے ۱۹۳۵ء میں میٹرک کیا۔ ۱۹۳۴ء میں خاکسار بعارضہ نمونیا بیمار ہوا اور ایک ماہ متواتر بیمار رہا۔ والدین اور سکول کے اساتذہ کا مشورہ تھا اس سال میں امتحان میٹرک میں شریک نہ ہوں۔ مگر میں نے ان کی رائے کے باوجود ہمت کی اور بفضل اللہ تعالیٰ سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہوا۔

مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۳۳ء کو خاکسار کی ایک بڑی ہمشیرہ اقبال بیگم صاحبہ بٹالہ میں وفات پا گئیں۔ اور اپنے پیچھے ڈیڑھ سال کی ایک بچی عزیزہ زاہدہ حمیدہ چھوڑ گئیں۔ اگرچہ آپ غیر موصیہ تھیں مگر نہایت نیک خصلت اور صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں اس لئے ان کی نعش قادیان لائی گئی۔ اور حضرت امام جماعت (الثانی) نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین بچہ قبرستان میں ہوئی۔

خاکسار نے ۱۹۳۵ء میں ایم۔ اے۔ او کالج امرتسر میں ایف اے میں داخلہ لیا ان دنوں ڈاکٹر محمد دین صاحب تاثیر وہاں کے پرنسپل جناب فیض احمد صاحب فیض ہمارے انگریزی کے پروفیسر اور صاحبزادہ محمود الحسن صاحب ہمارے اکنامکس کے پروفیسر تھے۔ آپ اس زمانہ میں کالج کی ملازمت چھوڑ کر آل انڈیا نیشنل کانگریس میں شامل ہو گئے۔ یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ جب خاکسار کالج میں داخل ہوا تو خاکسار کے والد صاحب نے یہ مشورہ دیا کہ میں عربی کا مضمون آخر تک رکھوں۔ چنانچہ اکنامکس اور انگریزی کے علاوہ میں نے بی۔ اے فائنل تک عربی کو ایک لازمی مضمون کے طور پر رکھا۔ اس نصیحت پر عمل کرنے کا فائدہ بعد میں ظاہر ہوا جب کہ خاکسار زندگی وقف کر کے قادیان میں آیا۔

۱۹۳۷ء میں خاکسار نے اسلامیہ کالج لاہور میں بی۔ اے میں داخلہ لیا اور ۱۹۳۹ء میں بی۔ اے پاس کیا۔ اس کالج میں ایم۔ اے غنی صاحب پرنسپل تھے جو شیکسپیئر کا ڈرامہ پڑھانے میں خاص دسترس رکھتے تھے۔

ہماری کلاس کے طلباء میں سے کرم الٰہی صاحب چوہان ہائی کورٹ کے ان پانچ ججوں میں سے تھے جنہوں نے بھٹو کی سزائے موت کا فیصلہ کیا تھا۔ عبداللہ بٹ اور عبدالسلام صاحب خورشید خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ضمیر جعفری صاحب ہم سے ایک سال آگے تھے اس عرصہ میں خاکسار کا قیام تقریباً ڈیڑھ سال احمدیہ ہوسٹل میں رہا۔ جو ان دنوں ایمپریس روڈ پر تھا۔ ان دنوں ہوسٹل میں محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب میڈیکل کالج میں پڑھتے تھے۔ محترم چوہدری انور حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ شیخوپورہ لاء میں تھے۔ مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی اور پروفیسر لبشارت الرحمان صاحب خاکسار سے ایک سال پیچھے تھے۔ مکرم عطاء الرحمٰن صاحب درد سید نصیر احمد شاہ صاحب میرے ہم کلاس تھے اور مکرم چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں فرسٹ ایئر میں تھے۔

۱۹۳۹ء کے شروع میں آخری چند ماہ کے لئے خاکسار اسلامیہ کالج کے ریواز ہوسٹل میں آگیا تھا تاکہ صبح صبح نزدیک سے زائد کلاس میں شامل ہو سکے۔

۱۹۳۹ء میں ہی خاکسار نے ریلوے روڈ کے والٹن ٹریننگ سکول میں ایس۔ ایم کلاس کا داخلہ لیا اور ساتھ ہی ملٹری اکاؤنٹس اور پبلک سروس کمیشن کے امتحانات کی بھی تیاری جاری رکھی۔ چند ماہ بعد اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے تقرری کی اطلاع آنے پر خاکسار نے آڈٹ آفس فیروز پور آرسنل میں ملازمت شروع کی اور تقریباً تین سال وہاں رہا۔ ان دنوں پیر اکبر علی صاحب ایڈووکیٹ وہاں کے صدر جماعت تھے محترم مرزا عزیز احمد صاحب ضلع کے اے۔ ڈی۔ ایم تھے اور برادرم مکرم شبیر احمد صاحب ملٹری اکاؤنٹس کے محکمہ میں ملازم تھے۔ جو بعد ازاں زندگی وقف کر کے مرکز میں آگئے۔ اور آج کل ربوہ میں وکیل المال تحریک جدید ہیں۔ فیروز پور میں کچھ عرصہ خاکسار کی رہائش محترم حکیم دین محمد صاحب اکاؤنٹنٹ کے ساتھ ایک ہی مکان میں رہی محترم حکیم صاحب موصوف محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے درویش کے حقیقی تایا اور خسر تھے۔ آپ دفتری اوقات کے بعد صبح شام لوگوں کا فری ہومیو پیتھک علاج کرتے تھے۔ اور اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے ایریا میں ان کی خاص عزت تھی۔ آپ نے بیرون ہند جانے کی پیشکش محکمہ میں کی جس کے منظور ہونے پر آپ سنگاپور تشریف لے گئے۔ آپ حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے کے ہم جماعت تھے ۱۹۸۶ء میں آپ نے ۹۶ سال کی عمر میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئے۔

فیروز پور میں خاکسار کا تعارف علامہ عیش فیروز پوری۔ نذیر لدھیانوی۔ اور بعض دیگر اہل سخن حضرات سے ہوا اور وہاں کی ماہانہ بزم سخن میں حصہ لینے کا موقعہ ملتا رہا۔

غالباً جولائی ۱۹۴۳ء میں خاکسار کا تبادلہ لاہور ملٹری اکاؤنٹس کے ہیڈ کوارٹرز میں ہو گیا۔ چونکہ بڑے شہروں میں رہائش کے انتظام میں وقت لگتا ہے اس لئے خاکسار نے محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب جو کئی سالوں سے احمدیہ ہوسٹل لاہور کے سپرنٹنڈنٹ چلے آرہے تھے۔ کو گرمیوں کی چھٹیوں میں ایک دو ماہ کے لئے احمدیہ ہوسٹل میں عارضی رہائش کی اجازت کے لئے تحریر کیا اور ان کی طرف سے مثبت جواب آنے پر احمدیہ ہوسٹل لاہور جو ان دنوں ڈیوس روڈ پر تھا میں آگیا۔ لاہور آمد کے ایک ماہ کے اندر خاکسار نے کرایہ کے مکان کا الگ انتظام کیا اور مکرم ڈاکٹر صاحب سے ذکر کیا کہ تین چار روز میں خاکسار احمدیہ ہوسٹل سے جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ مگر مجھے غیر متوقع طور پر حیرت اور خوشی ہوئی۔ جب انہوں نے میرے ہوسٹل میں قیام رکھنے پر اصرار کیا اور بتایا کہ وہ نظارت تعلیم سے خاکسار کے احمدیہ ہوسٹل میں طویل عرصہ قیام کی اجازت لے آئے ہیں۔ چونکہ وہ سمجھتے تھے کہ میرے احمدیہ ہوسٹل میں قیام کی وجہ سے ان کو میرے تعاون سے انتظامی سہولت ہو گی۔ چنانچہ خاکسار آخر مئی ۱۹۴۵ء تک وہاں مقیم رہا۔ اس عرصہ میں خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تین صاحبزادے احمدیہ ہوسٹل میں مقیم رہے۔ یعنی محترم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب ایم اے محترم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب سلمہ، اور حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سلمہ، مکرم چوہدری محمد علی جو ان دنوں ایم۔ اے میں زیر تعلیم تھے وہ بھی احمدیہ ہوسٹل میں مقیم تھے۔

دسمبر ۱۹۴۳ء میں جلسہ سالانہ سے قبل صاحبزادگان نے ڈلہوزی میں برف باری دیکھنے کا پروگرام بنایا اور حضرت امام جماعت (الثانی) سے وہاں جانے کی منظوری حاصل کی اور خاکسار کے ساتھ جانے کا ذکر کیا۔ چنانچہ قادیان سے حضور نے مکرم مولوی عبدالحی صاحب جو ان دنوں حضور کی کوٹھی میں منتظم تھے کو ہدایت بھجوائی کہ ہم سب حضور کے مہمان ہوں گے۔ ڈلہوزی میں ہم تین چار روز مقیم رہے۔ ناشتہ کے بعد جس طرف جانے کا پروگرام ہوتا مکرم مولوی عبدالحی صاحب کو بتا کر جاتے اور وہ دوپہر کا کھانا وہاں بھجوانے کا انتظام کرتے۔ چنانچہ ایک روز لکڑ منڈی کی طرف بارش اور برف کے طوفان میں آپ کا کھانا لے کر آنا اور ہماری بڑی بے تابی سے کھانا ہمیشہ یاد رہے گا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کو ملنے کے لئے احمدیہ ہوسٹل میں دوران قیام ایک روز محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب تشریف لائے اور کافی دیر تک آپ کے انتظار میں ٹھہرے رہے۔ اس واقعہ سے اس محبت اور عقیدت کا اندازہ ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو حضرت چوہدری صاحب کے دل میں خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد کے لئے موجود تھی۔

خاکسار کی شادی مئی ۱۹۴۵ء میں مکرم ملک محمد طفیل صاحب ٹمبر مرچنٹ جو ان دنوں میو روڈ دھرم پورہ میں رہتے تھے کی دوسری صاحبزادی سلیمہ بیگم صاحبہ سے ہوئی۔ قادیان سے حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب خاکسار کی شادی میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ احمدیہ ہوسٹل کے تقریباً تمام طلباء بشمول صاحبزادگان صاحبان بھی شریک ہوئے۔

شادی کے بعد خاکسار نے مغلپورہ گنج میں بیت احمدیہ کے قریب مکرم ملک عبدالکریم صاحب کے مکان کا اوپر کا حصہ کرایہ پر لیا۔ ان دنوں قائد خدام احمدیہ لاہور مکرم محمود احمد صاحب قریشی تھے۔ بعد ازاں انہوں نے لاء کیا اور ہائی کورٹ میں پریکٹس شروع کی آپ اور صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب عموماً ہر اتوار کو طے شدہ پروگرام کے مطابق خاکسار کے ہاں ایک وقت کے کھانے اور ملاقات کے لئے تشریف لاتے یہ سلسلہ تقریباً ڈیڑھ سال جاری رہا۔ یہاں تک کہ خاکسار شروع جنوری ۱۹۴۵ء میں زندگی وقف کر کے مستقل طور پر قادیان آ گیا۔ زندگی وقف کرنے کا واقعہ بھی کافی دلچسپ ہے۔

خاکسار نے ابتداً ۱۹۴۴ء میں زندگی وقف کی تھی اس وقت حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے کی خدمت میں بغرض انٹرویو میرے ساتھ حاضر ہونے والے افراد میں مکرم حسن محمد صاحب عارف، خواجہ عبدالکریم صاحب اور فضل الرحمن صاحب فیضی برادر مکرم عبدالرحمن صاحب خادم ایڈووکیٹ گجرات اور ایک دو اور نوجوان تھے۔ حضور کی رہائش گاہ کے برآمدہ میں ہم حاضر ہوئے۔ حضور نے خاکسار کو فرمایا کہ آپ کا محکمہ مستقل ہے اور ترقی والا ہے ہم فی الوقت نئے گریجوایٹس لے رہے ہیں۔ خاکسار اپنے آپ کو وقف سمجھے جب ضرورت پڑے گی بلا لیا جائے گا۔ چنانچہ اس کے فوراً ہی بعد خاکسار کو ملٹری اکاؤنٹس کی لوکل آڈٹ برانچ میں ہنوز اکاؤنٹ کا امتحان پوری طرح پاس نہ کرنے کے باوجود سپرنٹنڈنٹ آڈٹ آفس کے عہدے پر کام کرنے کا موقعہ مل گیا۔ اپنے گریڈ کی تنخواہ کے علاوہ پچاس روپے ماہوار الاؤنس ملنا شروع ہو گیا۔ اور حضور کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی بات کہ محکمہ ترقی والا ہے جلد پوری ہوئی۔ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

۱۹۴۵ء میں جب کہ خاکسار مغلپورہ گنج میں مقیم تھا مقامی حلقہ کی جماعت نے خاکسار کو اپنا آڈیٹر منتخب کیا ان دنوں خاکسار علاقہ فضل بازار مغلپورہ گنج اور باغبانپورہ کا قائد خدام الاحمدیہ بھی تھا۔ اسی عرصہ میں مغلپورہ گنج کے چندوں کا حساب چیک کرتے وقت خاکسار نے حسابات کے متعلق بعض بنیادی خامیوں کی طرف مرکزی نظارت المال کو توجہ دلائی۔ اور آڈٹ کی ایک رپورٹ حضرت امام جماعت الثانی کی خدمت میں بھی ارسالی کی اس موقعہ پر چندوں کی کچھ خورد برد شدہ رقوم بھی برآمد کی گئیں۔ اس سلسلہ میں مکرم غلام محمد صاحب پرویز معتمد خدام الاحمدیہ نے میرے ساتھ تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہتر جزاء دے۔

حضور کی طرف سے ہر سال تحریک جدید کے مالی سال کا اعلان نومبر کے شروع میں ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ ۱۹۴۶ء کے خطبہ جمعہ میں یہ ارشاد تھا کہ نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ بار بار اپنے آپ کو وقف کریں۔ اس خطبہ کو دیکھ کر اس کے حوالہ سے خاکسار نے حضور کی خدمت میں ایک خط تحریر کیا کہ ۱۹۴۴ء میں حضور نے خاکسار کو یہ فرمایا تھا کہ جب ضرورت ہوگی تو بلا لیا جائے گا۔ اس لئے خاکسار نے از خود دوبارہ اپنے آپ کو پیش نہیں کیا مگر حضور کے حالیہ خطبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خود خاکسار کو دوبارہ وقف کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیئے تھا۔ لہٰذا میں اپنے آپ کو خدمت سلسلہ کے لئے دوبارہ پیش کرتا ہوں۔ اس خط کے جواب میں حضور کا خاکسار کو فوری طور پر قادیان آنے کا ارشاد موصول ہوا۔ چنانچہ جنوری ۱۹۴۷ء میں خاکسار قادیان حاضر ہو گیا۔ یہاں پر ہر وقف زندگی کو دفتر تحریک جدید میں رپورٹ دینی ہوتی تھی جس کے انچارج محترم مولوی عبدالرحمان صاحب انور تھے۔ انہوں نے خاکسار کو محکمہ تحریک جدید میں بطور آڈیٹر مقرر کرنے کی سفارش کی اس پر حضور نے فرمایا کہ حضور نے خاکسار کو بلایا ہی نظارت کے لئے ہے اس طرح خاکسار کا تقرر نظارت میں بطور نائب ناظر کے عمل میں آیا۔ ان دنوں محترم راجہ علی محمد صاحب ریٹائرڈ افسر مال ناظر محترم منشی برکت علی خان صاحب شملوی جائنٹ ناظر تھے۔ محترم راجہ صاحب نے خاکسار کو بتایا کہ مغلپورہ گنج کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ میں آڈٹ رپورٹ جس کی نقل حضور اقدس کی خدمت میں ارسال کی تھی۔ اس کے بارے میں ان سے دریافت کیا گیا تھا اور ان کا خیال تھا کہ اس کے پیش نظر حضور نے خاکسار کا تقرر نظارت مال میں فرمایا نظارت مال میں ان دنوں مکرم چوہدری عبدالباری صاحب نائب ناظر اور مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب معاون ناظر تھے۔ جو تقسیم کے بعد آڈیٹر و ناظر دیوان کے عہدے پر فائز تھے۔ اور مکرم قریشی عطاء الرحمٰن صاحب محرر قرضہ تھے۔ اور مکرم مختار احمد صاحب ہاشمی انسپکشن برانچ میں تھے۔ خاکسار کے ذمہ علاوہ انسپکشن اور بجٹ برانچ کے چندہ حفاظت مرکز کی تحریک اور اس کا حساب بھی تھا۔ یہ کام ہنگامی نوعیت کا تھا۔ اور روزانہ دفتر بند کرنے سے قبل یہ رپورٹ کہ آج کس قدر وعدے موصول ہوئے کس قدر وصولی ہوئی نیز تاریخ وصولی اور وعدوں کی میزان وغیرہ کے متعلق دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بھجوائی جاتی تھی۔ شام کی ڈاک کا انتظار کرکے اور آمدہ وعدوں کو شامل کرکے رپورٹ تیار کرنے کی وجہ سے عموماً مغرب کی نماز بیت المبارک میں ادا کرنے کے بعد گھر جا سکتے تھے۔ ایک روز وعدے کچھ کم آئے ہم نے عصر کی نماز کے بعد مغرب سے قبل رپورٹ تیار کرکے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بھجوا دی۔ اور خاکسار محلہ دارالفضل میں اپنے گھر چلا گیا۔ رات کے قریباً ساڑھے نو بجے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے ایک کارکن نے آکر کہا کہ حضور یاد فرماتے ہیں۔ خاکسار فوراً سائیکل پر آیا تو مکرم میاں محمد یوسف صاحب پرائیویٹ سیکرٹری نے گھبراہٹ کے عالم میں بتایا کہ آپ کی رپورٹ کے بارے میں حضور دو مرتبہ دریافت فرما چکے ہیں۔ فوراً نظارت مال کے معاون کارکن کو بلایا گیا تو پتہ چلا کہ عصر کے بعد جب رپورٹ لے کر کارکن آیا تھا تو اس وقت میاں محمد یوسف صاحب دفتر سے باہر تھے اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے کارکن نے رپورٹ لے کر میاں محمد یوسف صاحب کی میز پر گتہ کے نیچے رکھ دی تھی۔ اور اس کے متعلق ان کو بتانا بھول گیا تھا۔ چنانچہ میز پر سے رپورٹ مل گئی اور حضور کی خدمت میں پیش کر دی گئی۔ اس واقعہ کے بیان کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ حضور کس قدر باقاعدگی اور فکر مندی کے ساتھ جماعتی کاموں کی نگرانی فرمایا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے سب کارکن مستعد اور ہشیار رہنے کے عادی تھے۔ یہ واقعہ غالباً اپریل ۱۹۴۷ء کا ہے۔

نظارت تعلیم ربوہ کے شعبہ امداد طلباء کے تحت مستحق نادار اور یتیم طلباء کو تعلیمی وظائف دیئے جاتے ہیں صاحب حیثیت اور مخیر احباب سے گذارش ہے کہ اپنے عطیات اور صدقات کی رقوم براہ راست بنام نگران امداد طلباء یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد امداد طلبہ بھجوائیں۔

بنگلہ دیش میں پاکستانی

گذشتہ روز برطانوی ٹیلیویژن نے بنگلہ دیش میں ان پاکستانیوں کی حالت زار کی کیفیت بتانے کے لئے ایک پروگرام نشر کیا۔ جن کو مشرقی پاکستان کے الگ ہو کر بنگلہ دیش بننے سے لے کر آج تک خواہش اور مطالبے کے باوجود پاکستان آنے کا موقعہ نہیں ملا۔ ان میں سے بہت سے لوگ گذشتہ ۲۰ سال سے کیمپوں میں رہ رہے ہیں۔ کئی دفعہ اس سلسلے میں کوشش کی گئی ہے لیکن کبھی کامیابی نصیب نہیں ہوئی موجودہ وزیر اعظم پاکستان نے برطانوی ٹیلیویژن کو بتایا کہ ان کی خواہش ہے کہ وہ ان پاکستانیوں کو جلد از جلد بنگلہ دیش سے پاکستان منتقل کر سکیں لیکن وہ ایسا کرنے سے اس لئے قاصر ہیں کہ ان کے پاس اتنی رقم موجود نہیں ہے جو اس کام کے لئے درکار ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے پہلے بھی رابطہ عالم اسلامی سے بات کی تھی۔ اور اس وقت وہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے اور اب بھی وہ رابطہ عالم اسلامی سے اس سلسلہ میں گفت و شنید کر رہے ہیں۔ اور انہیں امید کی کرن نظر آ رہی ہے۔ رابطہ عالم اسلامی نے اس بات میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے کہ یہ پاکستانی واپس اپنے ملک میں آ جائیں۔ بنگلہ دیش میں انہیں عام طور پر بہاری کہا جاتا ہے۔ برطانوی ٹیلیویژن کے پروگرام میں ان لوگوں کو بھی دکھایا گیا۔ جو گذشتہ ۲۰ سال سے کیمپوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور جن کی شدید خواہش ہے کہ وہ کسی طرح اپنے وطن پاکستان پہنچ سکیں لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو ان بہاریوں کو واپس پاکستان لانے کے خلاف ہیں مثلاً اسی پروگرام میں مخدوم خلیق الزمان کا انٹرویو بھی نشر کیا گیا جو اس بات کے سخت مخالف ہیں کہ بنگلہ دیش میں رکے ہوئے بہاریوں کو واپس لا کر پاکستان کے کسی حصے میں آباد کیا جائے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر جمہوریت اس بات کا نام ہے کہ عوام الناس کی خواہشات کو پذیرائی ملے تو بہاریوں کا واپس لانا زیر بحث

نہیں آنا چاہیئے اور نہ یہ فیصلہ کیا جانا چاہیئے کہ ان لوگوں کو واپس لایا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ کسی وقت پاکستانی تھے اور بنگلہ دیش بننے کے وقت انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ وہ پاکستان واپس جانا چاہتے ہیں درآنحالیکہ بنگلہ دیش میں ان کے لیئے رہائش کا کوئی معقول انتظام بھی نہیں تھا۔ تو ایسے لوگوں کو بنگلہ دیش سے پاکستان ضرور لانا چاہیئے۔ البتہ اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ اتنی بڑی تعداد کو پاکستان لانے کے لیئے ایک خاصی بڑی رقم کی ضرورت ہے اور جب تک دوسرے ممالک یا دوسری تنظیمیں پاکستان کی مدد نہ کریں پاکستان کے لیئے یہ کوئی آسان کام نہیں۔

ہالینڈ میں سائیکل چور

اگرچہ ایمسٹرڈیم ہالینڈ کے مرکزی علاقے کو اس بات کی شہرت تو دیر سے حاصل ہے کہ وہاں پر آپ کو حشیش مل سکتی ہے یا بیچنے والے ہر وقت موجود رہتے ہیں اور کسی نہ کسی وقت آپ کو حشیش خریدنے کے لیئے پیش کر دی جاتی ہے لیکن سنا ہے۔ کہ اب اس علاقے کی مشہوری کا باعث ایک اور بات بھی ہے اور وہ بات یہ ہے کہ آپ وہاں کچھ دیر کے لیئے رکیں تو کوئی نہ کوئی شخص آپ کے پاس آئے گا اور آپ سے پوچھے گا کہ آپ کو سائیکل خریدنا ہے اور یہ سائیکل جو وہ فروخت کے لئے پیش کر رہا ہوگا۔ اس نے کسی نہ کسی جگہ سے چرایا ہوگا۔ یہ چونکہ ایک ایسا ملک ہے جسکی زمین چپٹی ہے یعنی مرتفع ہے اور یہاں کی آبادی ڈیڑھ کروڑ ہے۔ جس میں ایک کروڑ بیس لاکھ سائیکل چلائے جاتے ہیں کہا جاتا ہے کہ ہر سال سارے ملک میں نو لاکھ سائیکل چوری ہوتے ہیں۔ جہاں تک ایمسٹرڈیم کا تعلق ہے اسکی آبادی سات لاکھ ہے اور یہاں ہر روز پانچ سو سائیکلوں کی چوری کی واردات ہوتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ لوگ جو سنجیدگی سے اس بات پر غور کرتے ہیں کہ ان کا سائیکل چرایا نہ جائے وہ اپنے سائیکل کے لئے جو تالا یا تالے استعمال کرتے ہیں بعض اوقات وہ سائیکل کی قیمت سے بھی زیادہ مہنگے ہوتے ہیں۔ بعض سائیکلیں تو نہایت باریک ہوتی ہیں۔ جلدی سے اٹھائی جاسکتی ہیں۔ اور ایسے سائیکل چوری بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ اسلیئے اب ہالینڈ کے لوگ اس قسم کے سائیکلوں کو زیادہ پسند کرنے لگے ہیں جو خاصے بھاری ہوں جن کے پہیوں کو بکسوئے لگے ہوتے ہیں۔ اور روشنیاں غائب ہوتی ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ لوگ اس قسم کے سائیکل چرانے سے گریز کرتے ہیں۔ اسلیئے یہ سائیکل محفوظ رہتے ہیں حکومت کو اب اس بات کا احساس ہونے لگا ہے کہ چونکہ سائیکلوں کی چوری عام ہو رہی ہے اسلیئے لوگ سائیکل کے استعمال کو بھی کم کرتے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن حکومت چاہتی یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ سائیکل استعمال کیئے جائیں۔ اسلیئے وہاں کی ٹرانسپورٹ منسٹر نے حال ہی میں یہ اعلان کیا ہے کہ وہ مزید پبلک شیڈ تعمیر کروا رہی ہیں۔ جہاں سائیکل حفاظت سے رکھے جاسکیں گے۔ یہ بات بھی لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرے گی کہ وہ سائیکل چلانا ترک کرنے کی بجائے ان پارکوں کو استعمال کریں۔ اسی طرح ان کی یہ خواہش بھی ہے کہ جن سڑکوں پر سائیکل چلائے جاتے ہیں۔ یا سڑک کے جن حصوں پر سائیکل چلائے جاتے ہیں وہاں پر زیادہ آسانیاں پیدا کی جائیں اور انہیں بہتر بنایا جائے۔ سائیکل چلانے والوں کے لیئے راستے میں ہلکا پھلکا کھانے کا انتظام بھی کیا جا رہا ہے۔ اس ساری سکیم پر دس کروڑ ڈالر خرچ آئیں گے اور اندازہ یہ لگایا گیا ہے کہ ۲۰۱۰ء تک سائیکل چلانے والوں کی تعداد تیس فیصد زیادہ ہو جائے گی۔

کہتے ہیں کہ ہالینڈ کے لوگ ہر سال تیرہ ارب کلومیٹر فاصلہ سائیکل پر طے کرتے ہیں۔ کاروں اور ریلوے ٹرین کے بعد سائیکلوں کا ہی نمبر آتا ہے۔ لیکن حکومت کی خواہش یہ ہے کہ لوگ کاریں تو اپنے گھر پر چھوڑ دیں اور سائیکلوں کا زیادہ استعمال کریں تاکہ ماحولیات بھی آلودہ نہ ہو۔ تجزیہ کرنے کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ جو لوگ نشہ کرتے ہیں وہ نشہ خریدنے کے لیئے جب اپنے پاس رقم نہیں پاتے تو سائیکل چرا کر جلدی سے اونے پونے بیچ دیتے ہیں۔ اسکے علاوہ جو لوگ سائیکل چوری کرتے ہیں۔ وہ ہیں جن کا چھوٹا موٹا تجارتی کاروبار ہے۔ وہ بھی اپنے کاروبار کو فروغ دینے کے لیئے سائیکل چرا کر جو رقم حاصل کرتے ہیں۔ اسے اپنے کاروبار میں لگاتے ہیں۔

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات واعلانات

درخواست دعا: طالعہ بی بی زوجہ مکرم چوہدری اسماعیل صاحب چک نمبر ۹۶ گ ب صریح کے پتہ کا اپریشن ہوا ہے۔

○ مکرم عبدالجبار صاحب کا اکلوتا بیٹا عطاء الصبور پیٹ کے عارضہ کی وجہ سے سخت بیمار ہے۔

○ مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب کی ہمشیرہ امتہ المجید صاحبہ کچھ عرصہ سے علیل ہیں۔ گو خدا کے فضل سے پہلے سے افاقہ ہے لیکن ابھی کمزوری باقی ہے۔

○ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ غلام نبی شاہد صاحب سیکرٹری مال ندیم آباد ڈسکہ ضلع سیالکوٹ دو تین ماہ سے سخت بیمار ہیں ان کو مختلف عوارض ہیں۔

○ مکرم مجید احمد شید صاحب گردوں کی انفکشن کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب ان کی کامل شفایابی اور درازی عمر کے لیئے دعا کریں۔

اعلان نکاح: عزیزہ سعدیہ بشریٰ بنت ونگ کمانڈر محمد حنیف شاد صاحب کا نکاح مکرم محمد امجد بھٹی صاحب ابن مکرم عبدالحکیم بھٹی صاحب مغلپورہ لاہور کے ساتھ بعوض ڈیڑھ لاکھ روپیہ حق مہر ۵ جولائی ۱۹۹۱ء کو بیت الحمد سرگودھا میں پڑھا گیا۔ عزیزہ سعدیہ بشریٰ صاحبہ مکرم میاں فتح محمد صاحب مغلپورہ لاہور کی نواسی اور عزیز مکرم محمد امجد بھٹی صاحب ان کا پوتا ہیں۔

احباب سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لیئے درخواست دعا ہے۔

ولادت: مکرم ڈاکٹر غلام مقتدا صاحب اور لیڈی ڈاکٹر نبیلو فر صاحبہ امریکہ کو اللہ تعالیٰ نے ۲۳ جولائی ۱۹۹۱ء کو بیٹی عطا فرمائی ہے جسکا نام حفصہ مائدہ رکھا گیا ہے۔ بچی مکرم چوہدری غلام مجتبیٰ ایڈووکیٹ صاحب لاہور کی پوتی ہے۔

○ مکرم وسیم احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ۱۷ مئی ۱۹۹۱ء کو بیٹے سے نوازا ہے نومولود کا نام شہروز وسیم رکھا گیا ہے نومولود مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب دارالنصر غربی ربوہ کا پوتا ہے اور مکرم شوکت پرویز صاحب کراچی کا نواسہ ہے۔

احباب سے ان کی درازی عمر اور نیک وخادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے

قارئین کرام سے گذارش

اگر آپ نے کسی انگریزی اخبار کو خط یا مضمون بھیجا ہے اور وہ شائع ہو گیا ہے۔ اور آپ چاہتے ہیں کہ وہ الفضل میں بھی شائع ہو تو آپ اس خط یا مضمون کا اردو زبان میں ترجمہ کر کے الفضل کو ارسال کریں۔ صرف تراشہ بھیج دینا کافی نہیں۔ (ادارہ)

بقیہ: صا سے آگے

مربی سلسلہ کو وقف کر کے دوہرے رنگ میں پورا کیا۔

دوران تعلیم آپ کو فرقان بٹالین کے تحت محاذِ کشمیر پر ملک کی خدمت کا بھی موقعہ نصیب ہوا۔ اس خدمت کے اعتراف میں عساکرِ پاکستان کے کمانڈر انچیف کی طرف سے تمغۂ خدمتِ پاکستان اور سندِ خوشنودی بھی عطا ہوئی۔

آپ پاکستان میں مختلف مقامات پر مربی کی حیثیت سے سلسلہ کی خدمات بجا لاتے رہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کے ارشاد پر رحیم یار خان اور بہاولپور میں علی الترتیب امیر اور صدر کی حیثیت سے بھی نمایاں خدمات کی سعادت پائی۔

آپ مختلف صفات حمیدہ سے متصف تھے۔ پُراثر اور مرنجان مرنج طبیعت و شخصیت کی وجہ سے ہر دلعزیز تھے۔

آپ نے باوجود مصروفیت کے ۶ کتب تصنیف فرمائیں اور کراچی میں قیام کے دوران جشنِ تشکر صد سالہ کے تاریخی جلسہ سالانہ منعقدہ لندن میں نمائندہ مربیان صدر انجمن احمدیہ کی حیثیت سے شمولیت کا اعزاز انہیں حاصل ہوا۔

ہم جملہ مربیان اور کارکنان نظارت ھٰذا آپ کے تمام بیٹے بیٹیوں اور متعلق لواحقین کے رنج و غم اور درد والم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ مولا کریم آپ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے نیز پسماندگان کو فضلِ خاص سے صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور ان کا خود حافظ و ناصر ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہی وقت خدمت گذاری کا ہے

ایک وقت آئے گا کہ اس وقت کا دیا ہوا پیسہ خواہ وہ پہاڑ کے برابر ہو آج کے دئیے ہوئے ایک پیسہ کے برابر بھی قیمت نہ رکھے گا۔ جیسا کہ حضور نے فرمایا!
"پس چاہیئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گذاری کا ہے۔ اس کے بعد وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسے کے برابر نہ ہوگا۔"
اس وقت کی قدر و قیمت جانتے ہوئے مجاہدین کرام اپنے وعدوں کی ادائیگی جلد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

ملکی خبریں

○ چیف آف آرمی سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ نے کہا ہے کہ سیاسی محاذ آرائی کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ انہوں نے کہا یہ مشورہ حکومت اور اپوزیشن دونوں کے لئے ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا حالات اس مقام پر تو نہیں پہنچ گئے کہ ۶ اگست ۱۹۹۰ء والی تاریخ دوہرانے کی نوبت آجائے۔ انہوں نے کہا کہ ۶ اگست ۱۹۹۰ء کا کام صدر مملکت کا تھا یہ انہی کا اختیار ہے اس لئے اس بارے میں انہی سے پوچھا جانا چاہیئے۔ جنرل مرزا اسلم بیگ نے جو ۱۷ اگست کو ریٹائر ہو رہے ہیں۔ اپنے مستقبل کے پروگرام کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔

○ روسی لیڈر اسلام آباد میں افغان لیڈروں سے بات چیت کریں گے۔

○ نوابزادہ نصر اللہ خان نے کہا ہے کہ جنرل مرزا اسلم بیگ کا "اپوزیشن کو دیوار تک دھکیل دینے" کا بیان ہر شہری کی آواز ہے انہوں نے نے کہا کہ فوج کا سربراہ کوئی بھی ہو ملک اور عوام کے مفادات کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔

○ مولانا فضل الرحمن مرکزی جنرل سیکرٹری جمیعت العلمائے اسلام نے کہا ہے کہ شریعت پر ہاتھ صاف کرنے والوں نے عوام کے بنیادی حقوق پر بھی ڈاکہ ڈال دیا ہے۔

○ آل پارٹیز کانفرنس میں شرکت کے سلسلہ میں بیس ۲۰ پارٹیوں نے رضامندی ظاہر کر دی ہے۔

○ صدر غلام اسحٰق خان اکتوبر کے پہلے دو ہفتوں میں ترکی کا دورہ کریں گے۔

○ جماعت اسلامی کے رکن قومی اسمبلی لیاقت بلوچ نے کہا ہے کہ ایم کیو ایم نے ظلم کی انتہا کر دی ہے۔ اور صدر اور وزیر اعظم خاموش ہیں۔

○ وفاقی کابینہ نے سرکاری ملازمتوں میں بھرتی پر عائد پابندی ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

○ وزیر اعظم اکتوبر کے آخری ہفتے میں اقتصادی تعاون کی تنظیم ای۔ سی۔ او کے سربراہ اجلاس میں شرکت کے لئے تہران جائیں گے۔

○ امیر جماعت اسلامی نے حکومت پر الزام لگایا ہے کہ وہ جماعت اسلامی کے خلاف جتھہ بندیوں کو مضبوط کر رہی ہے۔

○ وفاقی حکومت نے ۱۰۰ بااثر افراد کے حکومت سے باہر جانے پر پابندی عائد کر دی ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ لبنان اور شام کی فوجوں نے بیروت کی ناکہ بندی کر دی۔ ناکہ بندی کا مقصد اغوا شدہ فرانسیسی کارکن کی تلاش ہے۔ فرانسیسی کارکن کے اغوا سے مغربی یرغمالیوں کی رہائی اور اسرائیل میں قید لبنانیوں کے تبادلے میں رکاوٹ پڑ گئی ہے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں حریت پسندوں اور بھارتی فوج میں زبردست جھڑپوں کی اطلاعات ملی ہیں اس میں سینکڑوں فوجی ہلاک ہو گئے ہیں۔ بھارتی فوج نے جنوبی کشمیر کے دو دیہات کا محاصرہ کر لیا ہے۔ جس کی وجہ سے سینکڑوں افراد کو کھانے پینے کی اشیاء کی قلت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ پاکستانی سرحد کے قریب گاؤں ظفر خانی میں گھمسان لڑائی ہو رہی ہے قاضی کنڈ اور کپواڑہ میں ۴۰ بھارتی فوجی ہلاک کر دیئے گئے۔

○ جاپان کے تعلیمی ادارے زبردست بدعنوانیوں کا شکار ہو گئے ہیں معیار کے لحاظ سے یونیورسٹیوں میں داخلے کا رشوت کا ریٹ ۵ ۔ ۷ ہزار سے ۷ لاکھ ڈالر تک ہے۔ اسی طرح پیسے دے کر امتحان میں کامیابی حاصل کر لی جاتی ہے تاکہ اچھی نوکری اور مناسب رشتہ حاصل کیا جا سکے۔

○ عراق میں جنگ کے نتیجے میں فصلیں تباہ ہو گئی ہیں اور عراقی افراد خوراک حاصل کرنے کے لئے ہر چیز بیچ ڈالنے کے لئے تیار ہیں۔

○ افغان مجاہدین نے غزنی پر حملہ کر کے ۲۰ کابل فوجیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔

○ اسرائیل اور روس ۲۵ سال کے بعد اپنے سفارتی تعلقات بحال کر لیں گے۔

○ سری لنکا میں فوج اور باغیوں کے درمیان زبردست لڑائی میں ۱۱ فوجی ہلاک ہو گئے۔ درہ فیل کے جنوب میں ہونے والی اس لڑائی میں ۴۰ باغی بھی ہلاک ہو گئے۔

○ بنگلہ دیش کے وزیر خارجہ اپنے ملک کے بی سی سی آئی کے کھاتہ داروں کے تحفظ کے لئے ابوظہبی پہنچ گئے ہیں۔

○ لبنان مسلم رہنما نے غیر ملکیوں کے اغوا کے خلاف فتویٰ جاری کر کے اسے خلاف اسلام قرار دے دیا ہے۔

نصرت جہاں اکیڈمی کے اساتذہ و طلباء متوجہ ہوں

○ ۱۴ اگست کو یوم آزادی پاکستان کی تقریب کے سلسلہ میں نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ سینئر سیکشن کے تمام اساتذہ کرام اور طلباء صبح سات بجے اکیڈمی میں پہنچ جائیں۔ طلباء کا یونیفارم میں آنا لازمی ہے۔

(پرنسپل)

خریداران الفضل متوجہ ہوں

اندرون پاکستان الفضل کے خریداران کے خریداری نمبر تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ طبع شدہ چٹ پر جو خریداری نمبر درج ہے وہ نیا خریداری نمبر ہے۔ (مینیجر)

موصیان کرام متوجہ ہوں

نقد ترکہ کی صورت میں عام حالات میں حصہ وصیت واجب الادا ہوگا۔ البتہ اگر موصی کا اپنا بیان ہو کہ وہ سارے نقد ترکہ یا اس کے کسی حصہ کا چندہ وصیت ادا کر چکا ہے تو یہ بیان کافی سمجھا جائے گا اور ایسی صورت میں اس نقد ترکہ پر حصہ وصیت نہ لیا جائے گا۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

زمین برائے فروخت

ربوہ سے ۲۰ کلو میٹر دور ترکھانانوالہ چوک پر ۶ کنال ۴ مرلے برلب سڑک پختہ از لالیاں تا جھنگ برائے فروخت موجود ہے۔ زمین پر حویلی اور تین کمرے پختہ تعمیر شدہ ہیں۔ خواہشمند حضرات درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

رابطے کیلئے ‖ مبارک ڈیری لمیٹڈ شاہ جیونا
عبد السمیع ڈ ڈائیگ ‖ ۹/۴۹ دارالعلوم غربی ربوہ
فون نمبر ۳۰۶ - ۵۰۸

بے اولاد

مردوں کیلئے کورس 200/-
SPERMATOZOA COURSE
عورتوں کیلئے کورس 100/-
STERILITY COURSE
اٹھراء کورس 90/- ATHRA COURSE
تفصیلی لٹریچر مفت

کیوئیٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون : ۶۰۶ ، ۶۰۷ ، ۷۷۱

خالص فریزین نسل کے جانور برائے فروخت

ڈ۔ ڈ۔ ایچ لائیو سٹاک فارم واقع چک ۱۷ جنوبی تحصیل و ضلع سرگودھا میں خالص فریزین نسل کے جانور بشمول بچھڑے۔ بچھڑیاں وہڑے وہڑیاں۔ حاملہ اور شیر دار گائیں جو کہ آسٹریلیا سے براہ راست درآمد کی گئیں تھیں برائے فروخت موجود ہیں۔ رابطہ کے لئے مالک فارم بروز جمعۃ المبارک فارم پر موجود ہوتا ہے۔ نیلامی کی حتمی تاریخ ۳۰ اگست ۱۹۹۱ء مقرر کی جاتی ہے۔

مالک فارم ‖ ڈاکٹر محمود احمد ویٹرنری افسر کوٹ امیر شاہ
۱۳/۱ دارالصدر شمالی ربوہ